OPEN ACCESS
Al-Idrak
Research Journal
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.com

علامہ فضل رسول بدایونی کی دینی و علمی خدمات

Religious and academic services of Allama Fazal Rasool Badayouni

☆ **Mazhar Hussain Bhadru**
PhD Scholar, Department of Arabic and Islamic Sciences, Government College University Lahore

☆☆ **Dr. Muhammad Abid Nadeem**
Associate Professor, Department of Arabic and Islamic Sciences, Government College University Lahore

Citation:
Bhadru, Mazhar Hussain and Dr. Muhammad Abid Nadeem ," Religious and academic services of Allama Fazal Rasool Badayouni."Al-Idrāk Research Journal, 2, no.2, Jul-Dec (2022): 36– 50.

ABSTRACT

Allama Fazal Rasool Badayuni (1213-1289) was a renowned scholar, contriver, and elocutionist. He rendered valuable services for the promotion of religious knowledge and wrote about diverse topics. Contemporary and later Ulema had absolute faith in the erudition of Allama Fazal Rasool Badayuni. The Ulema who admired his work include Allama Fazal Haq Khair Abadi, Mufti Sadar-ud-Din Aazradah, Maulana Khair-ud-Din Dehlavi, Maulana Haider Ali FaizAbadi, Allama Syed Mehr Ali Shah, Qaazi Fazal Ahmed Ludhianwi, Allama Ahmad Raza Khan Brelvi, Maulana Syed Ahmad Ali Gulshan Abadi, Doctor Shams Badayuni, Allama Abdul Hakim Sharf Qaadri, and Maulana Yasin Akhtar Masbahi. Allama Fazal Rasool Badayuni continued corresponding with his contemporaries about disputed issues even during the difficult times of War of Independence 1857. His services for propagation of religious knowledge are viewed with respect even today and will be remembered forever in Subcontinent.

Key Words: Scholar, Contriver, Elocutionist, Religious knowledge, War of Independence 1857, Subcontinent

سلسلہ نسب

علامہ فضل رسول بدایونی اترپردیش کے تاریخی شہر بدایوں کے عثمانی خاندان کے متبحر عالم دین تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب تینتیس واسطوں (۳۳) سے خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ تک پہنچتا ہے۔ خانوادہ عثمانیہ (بدایوں) کے مورث

اعلیٰ علامہ قاضی دانیال قطری تک آپ کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے۔ علافہ فضل رسول بدایونی بن علامہ بن عبدالمجید قادری بن علامہ عبدالحمید بن علامہ محمد سعید بن علامہ محمد شریف بن علامہ محمد شفیع بن شیخ مصطفیٰ بن شیخ عبدالغفور بن شیخ عزیز اللہ بن شیخ مفتی کریم الدین بن قاضی حمید الدین بن شیخ معروف بن شیخ مودود بن مولانا عبدالشکور بن شیخ محمد راجی بن قاضی سعد الدین بن قاضی شمس الحق بن علامہ قاضی دانیال قطری۔[1]

ولادت

آپ ماہ صفر ۱۲۱۳ھ میں مولوی محلہ بدایوں میں پیدا ہوئے۔[2]

تعلیم و تربیت

آپ کے داداجان علامہ عبدالحمید قادری نے چار سال کی عمر میں آپ کی مکتب کی رسم ادا کی۔ آپ نے اپنی ابتدائی کتب صرف و نحو کی تعلیم بھی اپنے داداجان سے حاصل کی۔ آپ نے بارہ سال کی عمر میں پیدل لکھنؤ کا سفر کیا اور وہاں بحر العلوم ملا عبدالعلی فرنگی محلی کے تلمیذ رشید مولانا نورالحق فرنگی محلی کے سامنے زانو تلمذ طے کیا۔ چار برس میں جملہ علوم و فنون اور منقول و معقول سے فراغت پائی۔[3]

---

[1] ۔ القادری، یعقوب حسین ضیاء، مولانا، اکمل التاریخ، تاج الفحول اکیڈمی ۲۰۱۳ء، ص ۴۴۶

al-Qādrī, Ya‘qūb Ḥussayn Ḍiyā’ ī, Mawlānā, ’akmal al-Tārīkh, Tāj al-Fuḥūl akademī, 2013AD. P. 446

[2] ۔ اشرفی، ضیاء علی خاں، مردان خدا، بریلی الیکٹرک پریس بریلی (یوپی) ۱۹۹۰ء، ص ۴۵۴

’Ashrafī, Ḍiyā’ ‘Alī Khān, Mardān-i-Khudā, Bareli Electric Press, Bareli(UP), 1990, P. 454

[3] ۔ بدایونی، محمد رضی الدین بسمل، مولانا، تذکرۃ الواصلین، ترتیب جدید عبدالعلیم قادری مجیدی، تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں ۲۰۱۵ء، ص ۲۷۲

Badāyūnī, Muḥammad Raḍī al-Dīn Bismal, Mawlānā, Tdhkirah al-Wāṣilīn, Tartīb-i-Jadīd ‘abd al-‘līm Qādrī Majīdī, Tāj al-Fuḥūl akademī, Badāyūn, 2015, p. 272

اساتذہ و شیوخ

آپ نے بدایوں، لکھنو اور حجاز مقدس سے یگانہ روزگار علماء اور شیوخ سے استفادہ کیا جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ علامہ عبد الحمید قادری (دادا)
۲۔ علامہ عبد المجید قادری (والد)
۳۔ مولانا نور الحق فرنگی محلی
۴۔ حکیم ببر علی خاں موہانی (علم طب)
۵۔ مولانا عبد الواسع لکھنوی
۶۔ مولانا عبد الواحد خیر آبادی
۷۔ مولانا ظہور اللہ لکھنوی فرنگی محلی۔

اجازت واسناد تفسیر وحدیث

۱۔ حضرت عبد اللہ سراج مکی
۲۔ مولانا شیخ عابد مدنی[1]

بیعت و خلافت: آپ کی بیعت و خلافت اپنے والد محترم علامہ عبد المجید قادری سے تھی۔ آپ نے اپنے والد محترم کے وصال کے بعد خانقاہ قادریہ (بدایوں) کا انتظام وانصرام سنبھالا اور سلسلہ رشد وہدایت جاری کیا۔[2]

وصال: آپ کا وصال ۳ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ / اپریل ۱۸۷۲ء بعد از نماز ظہر ۷۷ سال کی عمر میں ہوا۔ بدایوں میں دفن ہوئے۔[3]

---

[1]۔ بدایونی، سید محمد حسین، مولانا، تذکرہ علمائے ہندوستان، تحقیق، تدوین، تحشیہ، ڈاکٹر خوشتر نورانی، دار النعمان پبلیشرز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۳۰۴

Badāyūnī, Syed Muḥammad Ḥussayn, Mawlānā, Tadhkirah ‘ulemā’ Hindustān, Taḥqīq wa Tadwīn wa Taḥshiyah, Doctor Khustar Nūrānī, Dār al-Nnu‘mān Publishers, Lahore, 2018, p. 304

[2]۔ اشرفی، ضیاء علی خاں، مردان خدا، ص ۴۵۵

’Ashrafī, Ḍiyā’ ‘Alī Khān, Mardān-i-Khudā, P. 455

[3]۔ رحمان علی، مولوی، تذکرہ علمائے ہند، مرتبہ ومترجمہ ڈاکٹر محمد ایوب قادری، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی، ۲۰۰۳ء، ص ۳۳۰

Raḥmān ‘Alī, Mawlwī, Tadhkirah ‘Ulemā’ Hind, Murattabah wa mutarjamah, Doctor Muḥammad ’Ayūb Qādrī, Pakistan Historical Society, Karachi, 2003, p. 330

سلسلہ درس و تدریس

علامہ فضل رسول بدایونی نے جب مدرسہ قادریہ میں تدریس کے فرائض سنبھالے آپ کا علمی شہرہ سن کر دور دراز سے طلباء کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ابھی حلقہ درس ابتدائی مراحل سے گزر رہا تھا کہ شہر کی تمام مساجد مسافر طلباء سے معمور ہونے لگیں۔ آپ کا رویہ طلباء کے ساتھ بہت مشفقانہ تھا۔ بڑے بڑے جید علماء آپ کے مدرسے سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے۔ آپ نے ہند و دیگر بلاد اسلامیہ میں جو علم کی شمعیں روشن کیں ان کی علمی ضیاء ہمیشہ علم کا نور بانٹتی رہے گی۔[1]

علامہ عبد القادر بدایونی مدرسہ قادریہ اور تدریس کے حوالے سے کچھ رقمطراز ہیں:

> "جیسے ہی آپ نے مسند افادہ و استفادہ کو زینت بخشی اور طلباء کے لئے درس و تدریس کا دروازہ کھولا، تو اہل شہر اور مضافات والوں کے دلوں میں طلب علم کا جوش پیدا ہوا۔ ہر چھوٹا بڑا علم حاصل کرنے کے شوق میں مدرسہ قادریہ میں حاضر ہوا۔"[2]

علامہ فضل حق خیر آبادی، مفتی صدرالدین آزردہ اور علامہ فضل رسول بدایونی کی باہمی مراسلت

فہرست مکتوبات

برصغیر پاک و ہند میں جب امکان کذب کی تکفیر کا قضیہ اٹھا تو علامہ فضل حق خیر آبادی، مفتی صدرالدین آزردہ اور علامہ فضل رسول بدایونی کے درمیان سلسلہ مکاتیب شروع ہوا۔ ان مکاتیب کی ایک نقل کتب خانہ قادریہ

1۔ گنوری، احمد حسین قادری، مولانا، اکابر بدایوں، ترتیب تصحیح مولانا عاصم اقبال قادری مجیدی، تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں ۲۰۱۳ء، ص ۲۳

Ganūrī, ’Aḥmad Ḥussayn Qādrī, Mawlānā, ’akābar-i-Badāyūn, Tartīb wa Taṣḥīḥ, Mawlānā ‘Āṣim ’Iqbāl Qādrī Mjīdī, Tāj al-Fuḥūl akademī, Badāyūn 2013, p. 23

2۔ القادری، یعقوب حسین ضیاء، مولانا، اکمل التاریخ، ص ۱۷۴

al-Qādrī, Ya‘qūb Ḥussayn Ḍiyā’ī, Mawlānā, ’akmal al-Tārīkh, p. 174

بدایوں میں محفوظ ہے۔ یہ کل سات خطوط ہیں متوسط سائز پر ایک صفحے میں بیس سطریں ہیں۔ مکتوبات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ مکتوب مفتی آزردہ بنام علامہ فضل حق (تقریباً ایک صفحہ)

۲۔ مکتوب علامہ فضل حق بنام مفتی آزردہ (تقریباً ساڑھے چھ صفحات)

۳۔ مکتوب علامہ فضل رسول بنام علامہ فضل حق (ساڑھے پانچ صفحات)

۴۔ مکتوب مفتی آزردہ بنام علامہ فضل رسول (آدھا صفحہ)

۵۔ مکتوب مفتی آزردہ بنام علامہ فضل حق (تین صفحات)

۶۔ مکتوب علامہ فضل حق بنام مفتی آزردہ (ڈیڑھ صفحہ)

۹۔ مکتوب علامہ فضل حق بنام مفتی آزردہ (دو صفحات)[1]

علامہ فضل رسول بدایونی بنام علامہ فضل حق خیر آبادی

علامہ فضل حق خیر آبادی نے مفتی صدرالدین آزردہ کے خط کی ایک نقل علامہ فضل رسول بدایونی کو ارسال کی اور ان سے رائے طلب کی۔ علامہ فضل رسول بدایونی بذریعہ مکتوبات اپنی رائے کا آغاز کیا۔ علامہ فضل رسول بدایونی اپنے خط کا آغاز ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> "جناب افادت مآب افاضت ـــ مسند الوقت امام العصر رئیس الزماں حجۃ اللہ الاستاذ المطلق مولانا وبالفضل اولانا حضرت مولوی فضل حق دام دوامھم پس از گزارش آنچہ بائد و شائد عرض ایں است کہ جواب استفتائیکہ خادمے از خدام بحضور آں قدوۃ الانام گزرانیدہ و ملازمان والا آں راپیش گاہ یکے از احباب عالی جناب خود بدولت کہ نام نامی آں جناب گرامی معلوم شد ارسال فرمودند، و تحریر آں تحریر کہ بحضور ملازمان رسیدہ ایں ہیچ مداں رامرحمت کردیدہ، وآں این است۔"[2]

---

[1] ۔ قادری، اسید الحق، علامہ، خیر آبادیات، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں ۲۰۱۱ء، ص ۱۹۵
Qādrī, ’Usayd ul Ḥaq ‘Allāmah, Khayr ’Ābādiyāt, Tāj al-Fuḥūl akademī, Badāyūn, 2011, p. 195

[2] ۔ مجموعہ مکاتیب قلمی ورق ۱۲، الف، کتب خانہ قادریہ، بدایوں
Majmū‘ah Makātīb Qalmī Waraq 12, Alif, Kutub Khānah Qādiriyah, Badāyūn

ترجمہ: "جناب افادت مآب مسند الوقت امام العصر رئیس الزماں حجتہ اللہ الاستاذ المطلق مولانا و بالفضل حضرت مولوی فضل حق دام عرض یہ ہے کہ اس استفتاء کا جواب جو آپ کی قدوۃ الانام کی بارگاہ میں کسی خادم نے پیش کیا تھا۔ آپ نے وہ جواب اپنے احباب عالی جناب میں سے ایک صاحب (مفتی آزردہ) جس کا نام نامی معلوم ہے کو ارسال کر دیا ہے پھر (اس کے جواب میں) ان محترم کی جو تحریر آپ کے پاس آئی۔ وہ آپ نے اس کم علم کو مرحمت فرمادی وہ تحریر یہ تھی"۔[1]

پیر علامہ فضل رسول بدایونی مفتی آزردہ کے خط سے ایک عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:

"ایں بے بضاعت فاقد اللیاقت کہ بزیارت آں کتب سعادت گردیدہ ہر چند فقرہ آخریں یعنی "درضال و مضل بودن صاحب ایں اقوال شک نیست "موجب تسکین مجیب و جملہ ناظرین گردیدہ، جزاہ اللہ خیراً فاما تقریر تردد و تامل حضرت نحریر کہ درآں تحریر ست فقیر راہم۔۔۔ متردد و متامل نمودہ آخراً بعد فکر بیسار رفع تردد حقیر شد، بوجوہیکہ۔۔۔ عرض کردنش بوالا خدمت فیض موہبت وہم بواسطہ ملازمان سامی بجناب حضرت نحریر صاحب تحریر مناسب نمود لاجداً حاشاوکلا بل استصلاحاً واستصواباًوکفی باللہ شہیداً۔"[2]

ترجمہ: "یہ بے بضاعت اور بے لیاقت ان کتب کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ ہر چند کہ (مفتی صاحب کے خط کا) آخری جملہ کہ "ان اقوال کے قائل کے گمراہ و گمراہ گر ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے" حضرت مجیب اور جملہ ناظرین کے لیے تسکین کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ رہا یہ کہ حضرت علامہ جو تردد و تامل ظاہر کیا ہے۔ تو فقیر بھی اس معاملہ میں تردد اور تامل کا شکار تھا۔ آخر کار غور و فکر کے بعد فقیر کا تردد دور ہو گیا، ان دلائل کی بنیاد پر جو خدمت والا میں عرض کیے اور آپ کے توسط سے حضرت علامہ (مفتی آزردہ) کی خدمت میں پیش کرنا مناسب

1۔ قادری، اسید الحق، علامہ، خیر آبادیات، ص۱۹۷
Qādrī, ’Usayd ul Ḥaq ‘Allāmah, Khayr ’Ābādiyāt, p. 197

2۔ مجموعہ مکاتیب قلمی ورق ۱۲، ب، کتب خانہ قادریہ، بدایوں
Majmū‘ah Makātīb Qalmī Waraq 12, Alif, Kutub Khānah Qādiriyah, Badāyūn

معلوم ہوتا ہے۔ حاشا و کلا جدال کے لئے نہیں بلکہ اصلاح و درستگی کی طلب میں اور اللہ اس (نیت) پر گواہ ہے۔"[1]

اس کے بعد تقریباً پانچ صفحات میں علامہ فضل رسول بدایونی نے مسئلہ کو دلائل سے واضح کیا ہے۔ اس کے جواب میں مفتی صدرالدین آزردہ نے ایک مختصر تحریر (تقریباً آدھا صفحہ) علامہ فضل رسول بدایونی کے نام ارسال کی اور ایک تحریر علامہ فضل حق خیر آبادی کو ارسال کی۔

مفتی صدرالدین آزردہ بنام علامہ فضل رسول بدایونی

فضل رسول بدایونی کے نام تحریر میں مفتی صدرالدین آزردہ لکھتے ہیں اس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

"تحریر اجمالی و تفصیلی آن سرامد علمائے عصر را در باب امتناع ذاتی کذب او سبحانہ وہم تحریر بعضی از احباب عالی جناب بوقت فرصت ملاحظہ کردم، دلائلے کہ بر اثبات آں مدعا آوردہ اند بو علی کہ رئیس الفلاسفہ و شیخ المشائیہ است بہتر از آں نتواند نوشت۔ مگر حضرت غور فرمائند کہ"۔[2]

ترجمہ: "اللہ سبحانہ کے کذب کے امتناع ذاتی کے سلسلہ میں اس سر آمد علماء عصر (علامہ فضل حق) کی اجمالی اور تفصیلی تحریر نیز ان کے احباب میں سے بعض (علامہ فضل رسول بدایونی) کی تحریر فرصت کے وقت میں نے دیکھی۔ وہ دلائل جو آن جناب نے اپنے اس دعوے کے ثبوت میں پیش کیے وہ بو علی سینا جو رئیس الفلاسفہ اور شیخ مشائیہ ہے۔ وہ بھی اس سے بہترین نہیں لکھ سکتا ہے۔ مگر حضرت غور فرمائیں کہ۔۔۔"[3]

تصانیف

۱۔ البوراق المحمدیہ (فارسی): شوارق صمدیہ لاہور، ۱۳۰۰ھ

۲۔ تصحیح المسائل

۳۔ المعتقد والمنتقد: نوریہ رضویہ پبلیشرز لاہور

۴۔ احقاق الحق و ابطال الباطل: تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۰۷ء

1۔ قادری، اسید الحق، علامہ، خیر آبادیات، ص۱۹۸

Qādrī, ’Usayd ul Ḥaq ‘Allāmah, Khayr ’Ābādiyāt, p. 198

2۔ مجموعہ مکاتیب قلمی ورق ۱۵، الف، کتب خانہ قادریہ، بدایوں

Qādrī, ’Usayd ul Ḥaq ‘Allāmah, Khayr ’Ābādiyāt, p. 198

3۔ قادری، اسید الحق، علامہ، خیر آبادیات، ص۱۹۸

Qādrī, ’Usayd ul Ḥaq ‘Allāmah, Khayr ’Ābādiyāt, p. 198

۵۔ سیف الجبار: ورلڈ ویو پبلیشرز لاہور، ۲۰۱۸ء
۶۔ فوز المبین
۷۔ تلخیص الحق
۸۔ شرح فصوص الحکم
۹۔ رسالہ طریقت
۱۰۔ حاشیہ بر حاشیہ میر زاہد
۱۱۔ حاشیہ ملا جلال
۱۲۔ طب الغریب
۱۳۔ مولود منظوم مع قصائد: حیدر آباد ۱۲۹۶ھ۔[1]
۱۴۔ تثبیت القدمین فی تحقیق رفع یدین (عربی)
۱۵۔ شرح احادیث ملتقطہ
۱۶۔ رسالہ در سلوک
۱۷۔ رسالہ فی وحدۃ الوجود
۱۸۔ شجرہ طیبہ
۱۹۔ رسالہ ندائیہ در جواز یا رسول اللہ ﷺ
۲۰۔ فصل الخطاب: تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۰۹ء
۲۱۔ حرز معظم: تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۰۹ء
۲۲۔ نجات المومنین ۔[2]

علامہ فضل رسول بدایونی کی دستیاب تصانیف کا تحقیقی جائزہ درج ذیل ہے:

زیارت روضہ رسول

یہ تصنیف علامہ فضل رسول بدایونی کی ہے۔ مفتی صدرالدین آزردہ صدرالصدور دہلی نے ۱۲۶۴ھ میں روضہ رسول کی زیارت کے مسئلہ پر "منتہی المقال فی شرح حدیث لاتشد الرجال "رسالہ تالیف کیا۔ منتہی المقال کی پہلی اشاعت کے بعد کسی نے اس کے مباحث کے سلسلہ میں سات سوال لکھ کر علامہ فضل رسول بدایونی کو بھیجے تھے۔ یہ کتاب زیارت روضہ رسول ان سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ مثال کے طور پر سائل سوال نمبر ٦ میں کہتا ہے کہ ابن تیمیہ حنبلی تھے اور بے شمار مسائل میں مذاہب اربعہ کے علماء نے آپس میں اختلاف

---

[1] ۔ "یاداشتہائے ڈاکٹر محمد ایوب قادری"، ڈاکٹر محمد ایوب قادری، تقدیم ترتیب و تحشیہ، ڈاکٹر ابرار عبد السلام، ششماہی علمی و تحقیقی مجلہ معیار، شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ج ۲، ش ۲، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۰ء، ص ۳۴
. "Yād 'Ishtahāy Doctor Muḥammad 'Ayūb Qādrī", Doctor Muḥammad 'Ayūb Qādrī, Taqdīm, Tartīb wa Taḥshiyah, Doctor 'abd al-Ssalām, Shaahmāhī 'Ilmī wa Taḥqīqī Majallah Mi'yār, Shu'bah 'Urdū, Bayn al 'aqwāmī 'Islāmī University, Islamabad

[2] ۔ بدایونی، سید محمد حسین، مولانا، تذکرہ علمائے ہندوستان، ص ۳۰۵
Badāyūnī, Syed Muḥammad Ḥussayn, Mawlānā, Tadhkirah 'ulemā' Hindustān, p. 305

کیا ہے۔ لہٰذا یہ مسئلہ بھی اسی قسم کے مسائل میں سے ہو سکتا ہے۔[1] علامہ فضل رسول بدایونی مندرجہ بالا سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ کے یہ اقوال ان کے حنبلی ہونے کی حیثیت سے نہیں ہیں اور نہ ہی یہ مسئلہ مذہب امام احمد بن حنبل میں آیا ہے بلکہ اس مسئلہ میں جمہور حنابلہ، حنفی، شافعی اور مالکی علماء کے ساتھ متفق ہیں۔ اس مسئلہ میں ابن تیمیہ کا مسلک دین میں ابتداع اور اجماع کے خلاف ہے۔[2]

فصل الخطاب

یہ علامہ فضل رسول بدایونی کی تصنیف ہے۔ اس کا پورا نام "فصل الخطاب بین السنی و بین احزاب عدالوہاب " ہے۔ چونکہ یہ رسالہ ایک خاص قسم کے افکار و نظریات کے تنقیدی محاسبہ کے سلسلے میں لکھا گیا ہے۔ اس لیے اس میں ان افکار و نظریات کے حاملین کی کتب سے ۱۰ اقوال کا انتخاب کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ اقوال اہل سنت کے مخالف ہیں اور معتزلہ و خوارج وغیرہ کے عقائد و نظریات کے موافق ہیں۔ پھر ان عقائد و نظریات کی تردید میں جمہور علماء اہل سنت اور علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی کتب سے استدلال کیا ہے۔ اس رسالہ کے جواب میں مولانا حیدر علی ٹونکی (م ۱۲۷۳ھ) نے ایک رسالہ "کلمۃ الحق" کے نام سے تصنیف کیا پھر اس کے جواب میں علامہ فضل رسول بدایونی نے "تلخیص الحق" نامی کتاب تصنیف کی۔ علامہ فضل رسول بدایونی کے اس استدلال اور جواب پر اٹھارہ علماء کرام نے دستخط اور مواہیر ثبت کیں۔[3]

---

[1]۔ بدایونی، فضل رسول، علامہ، زیارت روضہ رسول، ترجمہ و ترتیب علامہ اسید الحق قادری، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۰۹ء، ص ۳۶

Badāyūnī, Faḍal Rasūl, ‘Allāmah, Ziyārat Rawḍah-i- Rasūl, Tarjamah wa Tartīb ‘Allāmah ’Usayd ul Ḥaq Qādrī, Tāj al-Fuḥūl akademī, Badāyūn, 2009, p. 36

[2]۔ ایضاً، ص ۵۰

’ayḍan

[3]۔ بدایونی، فضل رسول، علامہ، فصل الخطاب، تسہیل و تخریج علامہ اسید الحق قادری، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۰۹ء، ص ۴۵

Badāyūnī, Faḍal Rasūl, Faṣl al-Khaṭāb, Tashīl wa Takhrīj, ‘Allāmah ’Usayd ul Ḥaq Qādrī, Tāj al-Fuḥūl akademī, Badāyūn, 2009, p. 45

حرز معظم

علامہ فضل رسول بدایونی نے ۱۲۶۵ھ میں اردو زبان میں تالیف کی۔ چند سال بعد علامہ عبد القادر بدایونی نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ "مجموعہ رسائل و فرائد" کے نام سے شائع کیا۔ اس مجموعہ میں حرز معظم کے علاوہ تین رسائل اور بھی تھے۔ یہ مجموعہ ۱۲۷۶ھ / ۱۸۶۰ء میں مطبع کوہ نور لاہور سے شائع ہوا۔ اس کی جدید اشاعت ۲۰۰۹ء میں تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے کی۔ یہ تبرکات و آثار کی تعظیم و تکریم کے مباحث پر مشتمل ہے۔ سب سے پہلے تبرکات اصلیہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد تبرکات مثالیہ غیر مصنوع کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے اور آخر میں تبرکات مثالیہ مصنوعیہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔ تبرکات اصلیہ کے بیان میں کتاب الشفاء کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حنظلہؓ کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور برکت کی دعا کی۔ پھر حضرت حنظلہؓ کے پاس کوئی آدمی لایا جاتا جس کے چہرہ پر ورم ہوتا یا کوئی ایسی بکری آتی جس کے تھن متورم ہوتے تو آپ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ رکھنے کے جگہ متورم مقام پر رکھ دیتے تو ورم دور ہو جاتا۔[1]

عقیدہ شفاعت

یہ علامہ فضل رسول بدایونی کی تالیف ہے۔ اس کا پورا نام "فوزالمومنين بشفاعة الشافعين"۔ اس کا سن تالیف ۱۲۶۸ھ ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۲۶۸ھ ہی میں مطبع مفید الخلائق دہلی سے اس کی اشاعت ہوئی۔ دوسرا ایڈیشن ۱۳۱۰ھ میں مطبع احمدی سے شائع ہوا۔ ۱۳۱۹ھ / ۱۹۹۸ء میں ماہنامہ مظہر حق بدایوں میں مفتی عبد الحکیم نوری مصباحی کی تسہیل کے ساتھ قسط وار شائع کیا۔ تسہیل، ترتیب اور تخریج کے ساتھ چوتھا ایڈیشن تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے ۲۰۰۸ء میں شائع کیا۔

علامہ فضل رسول بدایونی نے سب سے پہلے شفاعت کے متعلق جمہور اہل سنت کا عقیدہ بیان کیا ہے۔ اس کے بعد معتزلہ انکار شفاعت پر جو دلائل دیتے ہیں وہ بیان کیے ہیں۔ پھر معتزلہ کے دلائل کا رد کیا ہے۔ اس کے بعد مسئلہ شفاعت پر اہل سنت کے دلائل بیان کیے ہیں۔ اس کے بعد شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور مسئلہ شفاعت کے نام

---

[1]۔ بدایونی، فضل رسول، علامہ، حرز معظم، ترجمہ علامہ اسید الحق قادری، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۰۹ء، ص ۴۰
Badāyūnī, Faḍal Rasūl, Ḥirz-i-Mu’aẓẓam, Tarjamah wa Takhrīj, ‘Allāmah ’Usayd ul Ḥaq Qādrī, Tāj al-Fuḥūl akademī, Badāyūn, 2009, p. 40

سے عنوان قائم کیا ہے۔ بعد ازاں شاہ رفیع الدین دہلوی کا عقیدہ بیان کیا ہے پھر مقام محمود سے شفاعت مراد ہے کا عنوان قائم کیا ہے۔ اس کے بعد احادیث شفاعت بیان کی ہیں۔ پھر وہ اعمال جو شفاعت کو واجب کرتے ہیں ان کو درج کیا ہے۔ اس کے بعد ملائکہ، علماء، شہداء، صالحین اور مؤذنین کی شفاعت کے حوالے سے روایات کو قلم بند کیا ہے۔ اس کے بعد مسئلہ شفاعت اور شاہ اسمٰعیل دہلوی کے عنوان کے تحت دلائل بیان کیے ہیں۔

شاہ اسمٰعیل دہلوی کی بیان کردہ اقسام شفاعت پر بحث کی ہے اور ان کی عبارات کا تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ پھر علامہ فضل حق خیر آبادی کا موقف بیان کیا ہے۔ بعد ازاں متنازع عبارت پر علامہ خفاجی کی تنقید کو موضوع بحث بنایا ہے۔ علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی، علامہ ابو ہاشم مکی اور علامہ علی شر باسی کی تنقیدی آراء کا جائزہ بھی لیا گیا ہے پھر امام قسطلانی اور مسئلہ شفاعت کے نام سے عنوان قائم کیا ہے۔ علامہ فضل رسول بدایونی نے شفاعت کے حوالے سے مستدرک الحاکم علی الصحیحین کتاب الایمان کی حدیث نقل کی ہے لکھتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے سوال کیا یا رسول اللہ شفاعت کے بارے میں آپ کے رب نے آپ پر کیا نازل کیا؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، میری شفاعت ہر اس شخص کے لیے ہے جس نے اخلاص کے ساتھ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، گواہی اس طور پر کہ اس کا دل اس کی زبان کی تصدیق کرے اور اس کی زبان اس کے دل کی تصدیق کرے۔[1]

بوارق محمدیہ

علامہ فضل رسول بدایونی کی یہ تالیف پہلی مرتبہ ۱۲۶۶ھ / ۱۸۵۰ء میں مطبع دارالسلام دہلی سے پیش ہوئی۔ اس کا ترجمہ "شوارق صمدیہ" کے نام سے مولانا غلام قادر بھیروی نے کیا۔ جو ۱۳۰۰ھ میں شائع ہوا۔ اس کی جدید اشاعت تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے ۲۰۱۲ء میں کی۔ اس کتاب میں علامہ اسید الحق قادری نے بوارق محمدیہ ایک مطالعہ کے نام سے عنوان قائم کیا ہے۔ شوارق صمدیہ ترجمہ کے عناوین میں اس کتاب کی تصنیف کے اسباب جو مصنف نے لکھے ان کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اور دلائل و براہین سے ان اسباب کا رد بلیغ کیا ہے مزید فرقہ

---

[1] ۔ بدایونی، فضل رسول، علامہ، عقیدہ شفاعت، تسہیل و تخریج علامہ اسید الحق قادری، تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں، ص ۳۹
Badāyūnī, Faḍal Rasūl, ‘Aqīdah-i-Shafā’at, Tashīl wa Takhrīj, ‘Allāmah ’Usayd ul Ḥaq Qādrī, Tāj al-Fuḥūl akademī, Badāyūn, p. 39

ظاہری اور داؤد ظاہری، ابن حزم ظاہری کا احوال، شیخ ابن تیمیہ کے احوال، فرقہ ظاہریہ کے بعض عقیدے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعض افکار کو بیان کیا ہے۔ بعد ازاں اہل سنت کے نزدیک ایمان کی تعریف، مرتکب کبیرہ کا حکم، مرتکب کبیرہ کے عدم ایمان پر معتزلہ کے دلائل اور ان دلائل کے جوابات تحریر کیے ہیں۔ اس کے بعد رکن، علت، سبب، شرط اور علامت کے درمیان فرق کو بیان کیا ہے۔[1]

سیف الجبار

یہ علامہ فضل رسول بدایونی کی تصنیف ہے۔ اس کا سب سے قدیم نسخہ ۱۲۷۸ھ کا لکھا ہوا دستیاب ہے اور مخطوطے کی شکل میں کتب خانہ قادریہ بدایوں میں موجود ہے۔ اس کی ایک اشاعت انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڑھ سے ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔ ۱۲۹۲ھ میں مطبع صبح صادق سیتاپور سے علامہ عبد القادر بدایونی نے شائع کروایا۔ پاکستان سے ۱۹۷۲ء میں علامہ عبد الحکیم شرف قادری نے مکتبہ رضویہ لاہور سے اسے شائع کیا۔ بعد ازاں ماہنامہ مظہر حق بدایوں میں مطبع صبح صادق سیتاپور کے ایڈیشن کا عکس قسط وار شائع ہوا۔ اس کو جدید تقدیم و تحقیق، تخریج و ترتیب کے ساتھ تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے ۲۰۱۷ء میں شائع کیا۔ پاکستان میں اس کی جدید اشاعت ۲۰۱۸ء میں ورلڈ ویو پبلشرنے کی۔[2]

اس کتاب کے مشمولات میں مصنف نے سب سے پہلے احکام شرع کی تقسیم، سبب تالیف اور کتاب کی ترتیب کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد مقدمہ میں صراط مستقیم کی تفسیر اور اتباع سواد اعظم پر دلائل درج کیے ہیں۔ پہلے باب میں جس فتنے کی بابت کتاب تالیف کی۔ اس کے ظہور اور تاریخی پس منظر کو بیان کیا ہے۔ دوسرے باب میں ان کے عقائد کو بیان کیا ہے۔ بعد ازاں مفہوم شرک اور اس کی اقسام، ایک تجزیہ کے عنوان سے مفصل گفتگو کی

---

[1]۔ بدایونی، فضل رسول، علامہ، بوارق محمدیہ، مترجم مولانا غلام قادر بھیروی، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۱۲ء، ص ۴
Badāyūnī, Faḍal Rasūl, Bawāraq-i-Muḥammadiyah, Mutarjam Mawlānā Ghulām Qādir Bherwī, Tāj al-Fuḥūl akademī, Badāyūn, 2012, p. 4

[2]۔ بدایونی، فصل رسول، علامہ، سیف الجبار، تقدیم و تحقیق، تخریج وترتیب علامہ محمد عطیف قادری، ورلڈ ویو پبلی شرز لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۲۱
. Badāyūnī, Faḍal Rasūl, Sayf al-Jabbār, Taqdīm wa Tahqīq Takhrīj wa Tartīb ʻAllāmah Muḥammad ʻAtīf Qādrī, World View Publishers, Lahore, 2018, p. 21

ہے۔ اور خاتمہ کتاب کے عنوان سے ان فتنوں کے مکائد کو بیان کیا ہے۔ کتاب کے اختتام پر حواشی اور مصادر تحقیق و تخریج کے ساتھ درج کیے گئے ہیں۔[1]

مولود منظوم

یہ تالیف علامہ فضل رسول بدایونی کی ہے۔ اس کی ترتیب کا کام علامہ اسید الحق قادری نے سرانجام دیا ہے۔ اس سے پہلے علامہ عبد الماجد بدایونی کی اجازت و اہتمام سے مطبع قادری بدایوں نے ۱۳۳۴ھ میں اسے شائع کیا تھا۔ اس کی جدید اشاعت ۲۰۰۹ء میں تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے کی۔ محافل میں بیان ولادت نظم کرنے کا رجحان عربی میں صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ غالباً وہیں سے فارسی کے راستے یا براہ راست اردو میں آیا۔ چنانچہ اردو میں "میلاد نامے" اور "میلاد" لکھنے کی روایت رہی ہے۔ علامہ فضل رسول بدایونی نے بھی اردو میں ایک طویل میلاد نامہ نظم کیا ہے۔ جو چار سو زیادہ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس میں آپ نے بڑی روانی کے ساتھ واقعات نظم کیے ہیں۔ زیر نظم مجموعہ مکمل طور پر گزشتہ مجموعہ کے مطابق نہیں ہے۔ گزشتہ مجموعے سے نعت و مناقب، اشعار اور فارسی کلام کا انتخاب کیا گیا ہے۔ جبکہ مولود منظوم مکمل طور پر درج کیا گیا ہے۔ قارئین کی سہولت کے لئے موقع محل کی مناسبت سے ذیلی عناوین بھی قائم کیے گئے ہیں۔[2]

پہلا عنوان نعت کا قائم کیا گیا ہے۔ اس عنوان کے تحت ۸۴ نعتیں درج کی گئی ہیں۔ اپنی ایک نعت میں لکھتے ہیں۔

الم نشرح جو مدح صدر، صدر آرائے عالم ہو — کیسے یارا ہو شرحِ فضل پہلوئے محمد کا

خدا نے رحمۃ اللعالمین ہے ان کو فرمایا — سمجھ لو اب اسی سے حال قابوئے محمد کا[3]

دوسرا عنوان مخمس کے نام سے قائم کیا گیا ہے جس میں چھ عدد کلام شامل ہیں۔ تیسرا عنوان مناقب کے نام سے ہے جس میں بیس کلام شامل ہیں۔ چوتھا عنوان مولود منظوم کے نام سے قائم کیا گیا ہے جس میں سولہ عنوانات سے

---

[1]۔ ایضاً، ص ۸

'ayḍan

[2]۔ بدایونی، فضل رسول، علامہ، مولود منظوم، ترتیب علامہ اسید الحق قادری، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۰۹ء، ص ۱۰

Badāyūnī, Faḍal Rasūl, Mawlūd Manẓūm, Tartībj, 'Allāmah 'Usayd ul Ḥaq Qādrī, Tāj al-Fuḥūl akademī, Badāyūn, 2009, p. 10

[3]۔ ایضاً، ص ۲۰

'ayḍan

کلام شامل ہے۔ آخر میں کلام فارسی کے نام سے عنوان قائم کیا گیا ہے جس میں ۱۹ فارسی کلام شامل ہیں۔ ایک کلام میں لکھتے ہیں۔

فنا چیست عکسِ جلال محمدؐ بقا چیست ظل جمالِ محمدؐ

یہی ورد ہے مست آ کا دو جہاں میں من و دست و داماں آلِ محمدؐ[1]

تلامذہ

آپ کے تلامذہ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا فیض احمد بدایونی ۲۔ مولوی امانت حسین صدیقی ۳۔ مولانا اولاد حسین موہانی

۴۔ مولوی محی الدین عثمانی (فرزند) ۵۔ مولوی سخاوت علی جونپوری ۶۔ مفتی محمد امیر شاہ کشمیری

۷۔ مفتی اسد اللہ خاں الہٰ آبادی ۸۔ مولانا شاہ احمد سعید دہلوی ۹۔ مفتی عنایت رسول چریا کوٹی

۱۰۔ مفتی قاضی سید عبد الفتاح گلشن آبادی ۱۱۔ مولوی خرم علی بلہودی ۱۲۔ سید بنیاد شاہ سنبھلی

۱۳۔ مولوی سید اشفاق حسین سہسوانی

اس دور کے اکثر غیر مقلد اور شیعہ بھی آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔[2] صاحب اکمل التاریخ نے مزید تلامذہ کا ذکر کیا ہے۔ جن کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

۱۔ سید شاہ محمد صادق ماہروی ۲۔ مولوی کرامت علی جونپوری

۳۔ مولوی قاضی تجمل حسین عباسی ۴۔ پیر سید سلمان بغدادی

۵۔ مولوی سید ارجمند علی نقوی ۶۔ مولوی شیخ جلال الدین متولی

۷۔ حکیم وجیہ الدین صدیقی بدایونی ۸۔ حکیم شیخ تفضل حسین بدایونی

۹۔ میاں بہادر شاہ دانش مند ۱۰۔ مولوی شیخ فصاحت اللہ متولی بدایونی

---

[1]۔ ایضاً، ص ۱۶۰

’ayḍan

[2]۔ بدایونی، سید محمد حسین، مولانا، تذکرہ علمائے ہندوستان، ص ۳۰۵

Badāyūnī, Syed Muḥammad Ḥussayn, Mawlānā, Tadhkirah ‘ulemā’ Hindustān, p. 305

۱۱۔ مولوی محمد رضی اللہ صدیقی بدایونی
۱۲۔ مولوی غلام حیدر صدیقی بدایونی
۱۳۔ مولوی سید خادم علی بخاری بدایونی[1]

خلاصہ بحث

علامہ فضل رسول بدایونی بہت بڑے عالم، مدبر اور مقرر تھے آپ نے علوم دینیہ کے فروغ میں گرانقدر سر خدمات سرانجام دیں اور آپ نے مختلف پہلوؤں پر قلم اٹھایا۔ آپ نے قرآن، حدیث، درسیات، سماجیات اور مسلم امت کی بیداری کے متعدد کتب تحریر کیں۔ علامہ فضل رسول بدایونی ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک اور عظیم رہنما تھے۔ آپ نے دینی جذبے سے سرشار ہو کر اپنی تمام تر صلاحیتیں دین و ملت کے لیے وقف کرر کھی تھیں۔ آپ کے تلامذمہ کی تعداد کثیر ہے جنہوں نے علوم دینیہ کے فروغ میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ آج بھی آپ کی علمی و دینی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں آپ کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

---

[1]۔ القادری، یعقوب حسین ضیاء، مولانا، اکمل التاریخ، ص ۱۲
al-Qādrī, Ya‘qūb Ḥussayn Ḍiyā’ī, Mawlānā, ’akmal al-Tārīkh, p. 12